

اب ہم معترضہ احب کی ترویج روایت و روایت اور نیز نامور مجتہدین اہل تشیع کے تصانیف سے کریں گے۔
واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔

قولہ رافضی بھی ہم ہی رہے کو بجان و دل قبول کرتے ہیں۔ **اقول** کیا معترض صاحب کو یہ روایت جو زید ابن علی بن الحسین علیہم السلام سے مروی ہے: **ہیں** رافضونا فہم الروافض والقلائیہ جھوٹا الامۃ والمشبہۃ بھو۔ **ہذا الامۃ والرافضۃ** ہماری **ہذا الامۃ** (دیکھو مل والنحل) اب کاتب معبود کو اختیار ہی چاہے جان و دل سے قبول کرے یا انکار **قولہ** ہم شیعان ہی امت اجابت حضرت ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں ہم ہی خیر امت ہیں **اقول** فرقہ نصیریہ و سبائیہ وغیرہ کا یہی دعویٰ ہے **یَقُولُونَ** **بِالسَّيِّئَاتِ مَا لَيْسَ بِهِمْ** قبل از ادعا اپنے افعال و کردار پر نظر فرما کر کہیں کہہاں تک رو من کا تہ تک اور بت پرستوں سے شبہات رکھتے ہیں پھر خیر امت کا افتخار کریں۔ انصاف کیجئے **علم** کے نزدیک سجدہ وغیرہ روایات مروجہ کہنا تک قرآن و حدیث وائمہ علیہم السلام کی پاک تعلیم سے تطابق رکھتے ہیں **مِنْ اَتَّخَذَ رَافِضًا** **مِنْ اَتَّخَذَ رَافِضًا** دعویٰ بلا ثبوت مجنون کی بڑھ تصور کیجائیگی۔ باوجود ان براہین ساطعہ کے کہ من جدد قبر او مثل مثالا فقد خرج عن الاسلام **اقول** فی قولہ من مثل مثالا انہ من ابدع بدعتہ ودعی الیہا ووضع دینا فقد خرج عن الاسلام وقولی فی ذلک قول الایمۃ یعنی جس نے قبر کی نقل کی یا کوئی تمثال بنائی یعنی بدعت نکالی اور لوگوں کو اسکی طرف بلایا اور ایک نیا طریق ٹھہرایا تو وہ اسلام کی حد سے باہر آیا یہی ہے قول ایہ کا (من لا یحضر الفقیہ) انھم الفوا آباء ہم ضالین **ہم** علی آثار ہم پھر عوں پر کار بند۔ علم۔ ضریح۔ دلدل۔ وغیرہ رسومات بدعیہ کے پابند۔ لہذا موجودہ کردار سے خیر امتہ تو کجا۔ اگر حضرات ایہ کا قول معتبر سمجھا جائے تو بمشکل دائرہ اسلام میں شامل تصور ہوں گے۔ دعویٰ محبت اور پھر انکے حکم و تحلف **ان هذا من احاجیب الزمن** تغزیہ کے ساتھ باجا بجا جاتا ہی۔ علاوہ اسکے نامحرم عورات جو فحہ گاتی ہیں اور مردان راگ کے طرز پر مرثیے پڑھتے ہیں جب عورت اور انصاف سے دیکھا جائے تو انسج فعل کی ایہ کرام نے سخت مانعت کی ہے۔ امام مجاہد فرماتے ہیں۔ **انما یحاج المرأة الی النوح حتی یسل** **ولا ینبغی لہا ان تقول ہجرا** (دیکھو کلینی) راگ کی مذمت میں یہ حدیث وارو ہوئی ہے **الغناء رقیۃ الزنا** یعنی راگ زنا کا نمونہ ہے (جامع الاخبار) واجتنبوا قول الزور قول زور سے مراد امام جعفر صادق کے پاس راگ ہے۔ (دیکھو من لا یحضر الفقیہ) باوجود آیات ربانی اور ائمہ کے اقوال کے صراط مستقیم

روگردانی اختیار کریں تو کیونکر ایہ کرام اور اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیرو تسلیم کئے ہائیکہ میری
 کس طرح خیرہ نہ کہلانے کے مستحق۔ جو فضل عند الشرع وعند عقل السليم مذموم ہے پہلا اسکے اور تکرار ہوا تو جو خیرات
 وہمیکہ کائنات انبیاء الاغوال ہو کیونکر ثواب اَلَا الْمَوَدَّةُ فِي الْقُرْبَىٰ تصور ہوسکتا ہے۔ اَسْتَخْوَذَ
عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَانْشَأَهُمُ ذَكَرَ اللّٰهُ اِيْدهِ عَلَيْهِمُ السلام کی سچی پیروی وہی ہے جو اخلاقیات ربانی پر کار بند ہوں۔ مابانی
 تقلید کو۔ اِنَّهٗ يَرْهَقُ شَيْطَانًا فَاَلَمْ يَكُنْ مِنْهَا۔ جب صریح حکم والا نصاب اَلَا دَلَامُ رَجُلٍ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ
 اور وہ ہو چکا ہے تو پھر اوہیات رکیکہ حمیت الجاہلیۃ کی نشانی ہے۔ اب ہم مجتہد صاحب کی نظر کو اس شعر پر اہل
 کرتے ہیں قَصِيْ اِلَآهَ وَاَنْتَ تَطْهَرُ حَبَّهٖ : هَذَا الْعَصْرُ فِي الْقِيَاسِ بدیع : لَوْ كَانَ خَبْرًا
صَادِقًا لَا دَلْعَتَهُ : اِنَّ الْمَحَبَّتَ لَمِنْ يَحْبُطُ : مَطِيحٌ : اَفُوسُ رسم و رواج۔ وہم و وسوس واصل وین سمجھو جائے
 بین شعائر الاوثان بتوں کے نشانیاں کو رباطن ملائون کہ پاس شعائر اللہ ٹھہرے۔ ختم اللہ علی قلوبہم
 وعلی سمعہم وعلی ابصارہم غشاۃ خضر عبیدات وایہ میں منہمک۔ پھر دعویٰ ”حجۃ الاسلامی“ اور خلیفہ امیر
 زعم است اجابت۔ لَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَانْتُمْ تَعْلَمُوْنَ لَمْ يَتَّبِقْ اِلَّا اَسِيرٌ
 غیر منقلب : وَمَوْثِقٌ فِي عِقَالِ الْاَسِيرِ مکیول :

اَسْمُ الْاَخْبَارِ (مورخہ ۲۴ محرم ۱۳۳۵ھ) نے رسومات تعزیر و علم پر مدلل شیعی کتب سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ بدعات مردودہ
 یہود اور بت پرست اقوام سے۔ یزیدیوں۔ زبیریوں سے۔ شایبہ رکھتے ہیں۔ ہم بیان یہ ایزاد کرنا چاہتے ہیں کہ اہل سنت بخلاف اتحاد باجمعی۔
 اہل تشیع کے جاسر عزا وغیرہ میں شریک ہوا کرتے ہیں لیکن بھو اے کل انادیتر شیخ ہما فیہ بعض کوثر مغر۔ متعصب۔ مغلوب الغضب۔ روضہ
 خان ملا جنکو انسانیت۔ تہذیب و شائستگی۔ علم و دروہاری کا مطلق حصہ نہیں ملا۔ لہذا اہل تسنن کے بارہ میں دلخراش۔ طعن آمیز اور مذہبی حملے
 کرتے اپنا دل ٹھنڈا کرتے ہیں زکوٰۃ ہمان تراود کو دروہت۔ تعزیر کے ساتھ اہل تسنن (جو کچھ حجاب اہل بیت ہیں) میں گروہ
 سبائیہ انکے ساتھ ایسے وحشیانہ طور سے سلوک کرتا ہے جس کے دربر و اہل شام کی سنگدلی۔ تفاوت تبلیغ بد تہذیبی بد اخلاقی بیچ ہے
فیض عقربت در پے کین سہ : مقتضای طبیعتش ایست۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مائثرانی مجتہد حال مقیم حیدر آباد دکن اور
 خواب حسن علی خان بہادر وغیرہ کا دغدغہ بالکل مہذبانہ پرتاثر۔ اعلیٰ اخلاقی اصول پر مبنی رہتا ہے۔ لعن طعن۔ شرمناک کنایہ اشارے
 اور اہل سنت کی دل آزاری کو وہ نفرت و حقارت سے دیکھتے ہیں۔ انکی یہ وسیع الاخلاقی تہذیب و شائستگی بحسب الطرفین
شرف النسب ہونے کی وجہ سے ہے۔ کل شئی یرجع الی اصلہ ہم متوقع ہیں دوسرے و غلین انکے قدم بہ قدم چلیں گے
 اور سچی اتباع ایدہ علیہم السلام کا ثبوت دیں گے۔ ہم اہل سنت سے امید رکھتے ہیں کہ وہ آئندہ ایسے مجالس میں جس سے انکے شرف پر وہبہ
 انکے تہذیب و حسن و جود و شرکت سے اجتناب کریں گے۔ اِنَّ قَوْلَ شَنِيدٍ زَیْرَانِ طَرِيقٌ : اِنَّ دَرْزَمَ کَ عَزَّتْ نَبُو دُورِی بہ : ۱۴

قولہ خداوند تعالیٰ قلت کی مرخ فرمایا ہے **اقول** نیچر یون - نصیر یون - مرزا یون - بابیوں کی قلت تعداد کو کیا تھا نیت مذہب پر استدلال کرتے ہیں۔ اگر آپکا یہی مدعا ہو تو یہ اعتراف کرنا پڑیگا کہ سبائیہ فرقے یا گروہ شیعہ غیر سے انکی تعداد قلیل ہے۔ جناب امیر توسوا والا عظم کو ترجیح دیتے ہیں۔ ناخلف متبعین قلت کو **س** ان کنت تدركه ذاك مصيبة : وان كنت لا فالمصيبة اعظم :

قولہ پیرایہ دین کا تقیہ ہے **اقول** برعکس نہ ہند نام رنگی کا فور۔ افسوس ہے کہ مجتہد لائٹانی کو تقیہ اور نفاق میں امتیاز نہیں۔ دورنگی تو منافقت کی علامت ہی۔ کذب جھوٹ - منافقوں کا پیشہ ہے نہ کہ اہل ایمان کا۔ قال الله تعالى ان المنافقين كذبون یعنی تحقیق کہ منافقین جھوٹ کہنے والے ہیں۔ ایسے گندے اور بودے اعتقاد "منافقت" کو پیرایہ دین تصور کریں۔ پھر اس پر تفسیر بیضاوی سے تلبیسانہ - تلبیسانہ - استدلال - ضعف و داغ۔ قلت معلومات - تنگ نظری کی علامت۔ اور چودھویں صدی کے عجائبات یا امیر افریختن سے ہے۔ ہمدوسوڑی ہمدوسوڑی سے منصف مزاج۔ صداقت پسند۔ ذی ہوش شیعہوں کو معلوم کراتے ہیں کہ وہ جناب امیر دائیہ رضی اللہ عنہم کے اقوال پر عمل کریں۔ نہ کہ بے علم جاہل۔ پاگل۔ کائب ملاون کی من گھڑت ہفوات پر يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذ اکذب العبد تباعد

عند الملك ميلا من نائن ما جاء به یعنی جب بندہ جھوٹ کہتا ہے تو اسکی گندی بو سے فرشتہ ایک میل دور ہوتا ہے۔ حضرت مولیٰ علیؑ فرماتے ہیں علامۃ الایمان ایثارک الصدق حیث یضرب علی الکذب حیث یتفعل (دیکھو بیچ النبلاۃ مطبوعہ طہران) حضرت علیؑ کے پاس (باوجود ضرر و نقصان کے) صداقت - سہجاری۔ ایمان کی علامت ہی۔ لہذا اسکے برعکس کرنیوالے سے ایمان مفقود۔ حضرت ابی جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ان الکذب هو خراب الایمان یعنی مقرر جھوٹ ایمان کو خراب کر نیوالا ہے۔ وہی بر حال مجتہد ان کو شرم

کہ اپنے گروہ کو اسکے برعکس تعلیم دیکر چاہ ضلالت میں ڈکیل رہے ہیں ومن لم یحکم بما أنزل الله فأولئک هم الکاذبون دین کا پیرایہ تقیہ (سفید جھوٹ یا نفاق) ۹) بتلایا جاتا ہے فَطُجَّ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ **قولہ** تاویل ایسے نقل کی جو ظاہر اوسکا مخالف عقل کے ہو عقیدہ شیعہوں سے واجب ہو تا آنکہ مصدق عقل ہو ہم مامور عقل سے پائے پر ہیں **اقول** کجست نیچر یونکا۔ معتزلہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ وہ اپنے تجملات

و توہمات کو مبنی علی عقل سمجھتے ہیں۔ عقل کو ہمارے ملا صاحب اپنا رہبر بنا نا چاہتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ سبائیہ فرقہ کے عقاید کے کتب پر سرسری نظر ڈالی جائے تو انکا یہ کلیہ بالکل باطل ہو جاتا ہے۔ ہم بہت خوش ہوئے کہ اگر

مجتہد صاحب علما اپنی طرز معاشرت کو اپنے قول کے موافق ثابت کرتے۔ اب ہم سو دہا کہ نصف مزاج ناظرین کے
 روبرو سببانیہ فرقہ کے جذبات کو ذکر کرتے ہیں تا سوچیں کہ ان کے مذہب کی حقواریت کیا ہے۔ جس پر وہ اپنے تاریک
 خیال تنگ نظر حار یوں کے روبرو نماز کرتے اور اتراتے ہیں۔ سالت ایا عبد اللہ عن الرجل یلعب بذاکرہ
فی الصلوة المکتوبة قال لا بأس به (دیکھو استبصار) فہو ذابانہ فرض نماز میں یہ شرناک فعل قال سالت
ابا عبد اللہ عن عاریۃ الفرج قال لا بأس به (دیکھو استبصار) وامہیبتاہ ناموس وعصمت کی یہ وقعت
مسئلہ لف تحریر سے بڑھ کر یہ بربادی بخش عاریۃ الفرج کا مسئلہ رسوا کن ملے ہے۔ غور کرو۔ ان اعمال پر یہی خبریۃ
ہونی کا دعویٰ؟ ربح مسکن میں شاید ہی کوئی جنگلی وحشی قوم ہوگی جو حیثیت وغیرت کو اس طرح بالائی طاق
رکھ دی ہو۔ یحوزان بیع الامۃ وام ولدہ ومدبرہ ومملوکہ لخیبرہ (دیکھو ارشاد) ابو جعفر طوسی
کی کتاب۔ اور حلیۃ الثقیین میں چن دایسے شرناک سائل ربح ہیں۔ ہم لحاظ تہذیب و شایستگی اسکے تحریر سے
مقصر ہیں۔ اسی نصف مزاج۔ ٹھنڈے دل سے بے قصصی سے سوچو۔ آیا یہ عقاید کہاں تک عقل پر مبنی ہیں
اسی بنا پر حیرت ہو یکا زعم؟ اسی تعلیم پر اسی وہم پرستی پر است اجابت کا دعویٰ؟ اسی انصاف والو غور کرو
فقالہ شیعیانکو تبرا باہتا و کرنے میں مثاب چاہئے جانیں اقول سچ ہے و شنام
بذہبہ کہ طاعت باشد؟ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم۔ اہل عقل اور ذہن پرش۔ لعن و طعن سب و شتم۔
تبرا بازی کو حقیر اور شرناکہ سمجھتے ہیں قیر الناس من یشترى کھوا لحدایت لیصل عن سید اللہ
یعنی علیہ و یتخذ ہاھن و ا۔ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فانی اکوہ لکھان تکون استابان
یعنی میں بہت ہی برا جانتا ہوں تمہارے واسطے یہ کہ ہو تم سب کرنے والے۔ (کشف الغمہ) اہل شام پر آپ کے
بعض اصحاب لعن کرتے تھے (جیسا کہ اب سبانیہ فرقہ کرتا ہے) تو آپ نے ایک پُر زور خطبہ پڑھا اور لوگوں کو اس
شرناک فعل لعن سے منع کیا (دیکھو بیچ البلاغہ۔ بدرالدجی ص ۲۵۹) خداوند تعالیٰ لعن و طعن کرنیوالوں کو عذاب
جہنم کی جزویا ہے وَلِكُلِّ هَمَزَةٍ لُّزُومٌ یعنی عذاب ہر ان لوگوں کیلئے جو غیبت اور لعن طعن کرتے ہیں۔
وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ جبکو عقل سلیم سے بہرہ اور چشم بصیرت سے حصہ ملا ہو وہ ہرگز
خدا اور رسول کے حکم کی خلاف ورزی کر کے مستحق عذاب نہیں بنتے۔ وَمَنْ يَفْعَلْ يَفْعَلْ لِنَفْسِهِ
ضلا کا مبینا۔ پس کیونکر وہ ہوا پرست کٹ ملا۔ خدا کے رسول کے۔ اور امیر کے خلاف حکم عمل کر کے
توقع ثواب ہو سکتے ہیں۔ ہر انکو تخمس ہی کشت و چشم نیکی دے دماغ مہودہ نیت و خیال باطل است

انبیا کی فضیلت ائمہ پر

حد اعتدال سے تجاوز اکثر باعث گمراہی ہو جاتا ہے۔ دیکھئے نصاریٰ نے مسیح کو۔ یہود کے ایک فرقہ نے عزیر علیہ السلام کو۔ یہود نے اتارون کو فضیلت میں بڑھاتے بڑھاتے آخرش درجہ اہمیت اور الوہیت پر پہنچا دیا۔

چونکہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے اخیر عہد میں دیکھا کہ مسلمانوں میں دو نئے فرقوں نے جنم لیا ہے ایک خوارج جو آپ کے حد درجہ کے دشمن اور سخت بدگو تھے۔ دوسرے روافض (پيروان و محبان عبداللہ بن سبا یہودی) ہر دو گروہ اسلامی سچی تعلیم، صراط مستقیم چھوڑ کر رفتہ رفتہ رافض۔ سب و شتم۔ لعن طعن تبرایا وغیرہ کو جزو دین۔ انصاف و علم پرستی کو رکن اسلام۔ شایر الاوثان کو شایر اللہ قرار دیا ہر دو فریق کے

بارے میں آپ نے صراحتہً کہدیا سیہلک فی صنفان محب مغرط یدھب بہ الحب الی غیر الحق و مبغض مغرط یدھب بہ البغض الی غیر الحق و خیر الناس من فی حال النمط الاوسط حضرت علیؑ نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لئے بالضرور ہلاک ہونگے ایک وہ کہ افراط (اور غلو) کرے میری محبت میں اس درجہ کہ وہ اسکو ناحق کیطرف کھینچے۔ دوسرا وہ کہ افراط کرے میرے بغض (اور عداوت) میں اسقدر کہ وہ اسکو ناحق کیطرف کھینچے۔ بہترین آدمیوں کا وہ شخص ہے کہ افراط اور تغریط میں متوسط ہو (نبیج البلاغہ)۔ سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے قال امیر المؤمنین انما انا عبد من الرسول یعنی فرمایا جناب امیر نے خزینِ نبوت کہ میں ایک غلاموں سے رسول کے ہوں (دیکھو کافی گلشنی)۔

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر اس ناہنجار گروہ پر تھی کہ رفتہ رفتہ یہ انبیاء علیہم السلام پر بھی ترجیح دینے لگیں گے۔ اسی مصلحت اور دور اندیشی کے لحاظ سے آپ نے صراحتہً بنی اور غیر بنی کے فرق کو ظاہر کر دیا۔ تا آئندہ

روافض جو صنف چند اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور اکثر سے بغض و عناد و کد بخیر کرتے ہیں ان کے مذہب کی ایک یہودی سے ہے۔ ایک مؤرخ لکھتا ہے ”عبد بن سبا یہودی تھا جب اسلام لایا اسے آپ کو محب جناب امیر بتایا۔ پس جیسا یہودیت میں بطور قائل تھا کہ حضرت موسیٰ کے یوشع و صی ہیں۔ ویسا ہی اسلام میں جگر انکا کہ جناب امیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صی ہیں۔ وہ اول شخص ہے جو آپ کی امامت کے فرضیت کا قائل ہوا ماد تبر اور تکفیر کی راہ چلا۔ پس انکا مذہب یہودیت سے ماخوذ ہے“ (دیکھو منہج المقال) اور ایک مؤرخ لکھتا ہے ”جناب امیر نے عبداللہ بن سبا اور اس کے روافض مشبعین کو حکم آگ میں جلادینے کا فرمایا تو ابن سبا اور اس کے متقلدین نے بطور تقیہ تو یہ کی۔ لہذا جناب امیر نے اس گروہ صبا کہ کو جانسیب ہداین جلا و لہن کر دئے“

(دیکھو تفصیل کے لئے بدر الدجی ص ۱۵۳)

حق اور باطل میں امتیاز اور حجت قائم رہے۔ کتاب النواقض میں شیراز کے ایک نامور فاضل کہتے ہیں
 من قال ان امامنا من الائمة افضل من بنی من الانبیاء فهو هالك یعنی جو شخص کہے کہ تحقیق کہ امام
 افضل ہے بنی سے تو وہ ہلک ہو گا۔ اور لکھا ہے ان کل بنی افضل من کل دلی یعنی کہ ہر بنی افضل ہے ہر دلی سے
 (دیکھو کتاب النواقض) امام ہمام سید عالمی کا مقام زید ابن علی بھی انبیا کو غیر انبیا پر فضیلت دیتے ہیں۔
 اسکے برعکس عقیدہ رکھنے والے سبائیہ فرقہ کو گمراہ سمجھتے ہیں؟ ابن بابویہ بھی صادق رضی اللہ عنہ سے
 اسی طرح روایت کرتا ہے کہ ان الانبیاء احب الی اللہ من علیؑ جسکو جہاں خشوۃ تقیہ یعنی نفاق سے
 تعبیر کرتے ہیں ہر کس بخیاں خویش خطے دارو۔

نامور شیعی فاضل معترف ہیں کہ جناب امیر کی فضیلت اور بزرگی صرف نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دامادی کی وجہ
 سے ہے ورنہ شرف صحابیت اور فخر قرابت کے اعزاز سے عقل بن ابیطالب بھی ممتاز ہیں۔ باوجود اسکے وہ حضرت
 علیؑ کے رتبہ کے مساوی نہ ہو سکے۔ فریقین کے محققین کے پاس انبیا علیہم السلام کی غلطی۔ وقعت۔ تقدس مسلم ہے
 باوجود اسکے انبیا پر غیر انبیا کی ترجیح اخفاء حق اور مخترعات عبد اللہ بن سبا یہودی اور غلات حشوۃ سے ہے۔
 نہ کہ اقوال ائمہ ہدی سے۔

مہات دینی میں مرزا عبد الباقی اصفہانی اور شریف علی خان (جوزمانہ حال کے روضہ خوان طاہرین) انکے ذاتی
 توہمات اور مباحثے بغیر استدلال احادیث صحیحہ و اقوال ائمہ کے سند پیش ہو تو کیونکر مقبول و قابل وقعت
 ہو سکتے ہیں۔ طرفین کے احادیث صحیحہ اور اخبار متواترہ سے صرف مناقب اور بزرگی سیدنا حضرت علیؑ کی ثابت ہوتی
 لیکن انبیا پر آپ کی فضیلت اسکا نہ قرآن سے نہ حدیث سے پتا چلتا ہے۔ البتہ یہ اعتقاد نصیرہ اور سبائیہ کا ہے۔ انکو ہی
 مبارک باقی رہا آئیہ مبارکہ انفسا سے شرکت و استواء سے نبی و علیؑ کا زعم مجذوبہ باطل ہے کیونکہ عدم شرکت و
 استواء مجموع صفات اجماع و تواتر سے ثابت ہے۔ نبوت ختم رسالت۔ نزول وحی خصیصہ آنحضرت کا تھا جس میں
 حضرت علیؑ شریک نہ تھے اور جناب امیر کو معترض نبی نہیں سمجھتا۔ بھر شرکت و استواء کا دعویٰ پوچھ و لچر ہے۔ اور
 حضرت علیؑ کے حدیث کے خلاف۔ کل فرق اسلام کا اعتقاد باستثناء چند اس امر ہے کہ ولا یبلغ الولی
 درجۃ الانبیاء یعنی کوئی ولی نبی کے درجہ پر نہیں پہنچتا ہے۔ اہل سنت کے پاس فضیلت نبی کی ولی پر یقینی
 اور قطعی ہے۔ یہ قول کہ الولاية افضل من النبوة یعنی ولایت نبوت سے افضل ہے۔ یہ نہ قرآن کی آیت ہے
 نہ حدیث نہ ائمہ کرام کا قول۔ باوجود اسکے کاتب معبود اپنے تخیلات اور توہمات کی عمارت اس پر قائم کریں تو

محققین کے پاس انکے عقاید کی بنیاد کو کھوکھلی اور منہدم ہو جائیگی۔ اگر ہم اس عندیہ باطلہ کو تھوڑی دیر کیلئے تسلیم بھی کر لیں تاہم انکے مجرد دعوے پر حجت و برہان قائم نہیں ہو سکتی۔ صرف ولایت کی ترجیح نبوت پر ظاہر ہوئی تو انا ولی کی نبی پر فضیلت اور ترجیح ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ولایت قربت مع اللہ ہے اور استفاضہ جناب باری سے۔ اور انبیاء کی نبوت افاضہ کمالات۔ اور ہدایت بنی نوع ہے۔ عند المحققین نبی ہر دو نسبت (قربت الی اللہ اور ہدایت خلق) کا جامع ہے نبی کی فضیلت لا ریب یقینی اور بدیہی ہے۔ سعد الدین نفث ازانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں "بان النبئی متصف بالمرتبتین وانه افضل من الولی الذی یلیس بنبی" (دیکھو عقاید نسفی) محی الدین عزلی وغیرہ کی بھی یہی رائے ہے جس سے غلط نتیجہ اخذ کرنا کا تب مہمود کی سادہ لوحی ہے۔ "لا علی فاری لکھتے ہیں" فما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبئی کفر و ضلالۃ و الحاد و جھالۃ" (دیکھو شرح فقہ اکبر ص ۱۳۶) سبائیہ دشتیہ فوتے کے ان فضیلت میں غلو اور افراط و تفریط ایک معمولی امر ہے۔ شرمناک فعل متعہ کے مرتکب کو گو وہ کیسا ہی کیون نہو ایمہ کے درجہ تک پہنچا دیتے ہیں (نغوذ باللہ) یہود کی یہ چالبازی قابل حیرت ہو کہ ہونٹ اکابران اسلام کی تنقیص شان اور توہین کو اسی فرقہ کے بعض افراد کی انکی منصفیہ میں بذلیہ عقید بن سبائیہ کی کامیابی حال کی اب ہم بزرگان دین کی تنقیص شان میں (باوجود محبت کے دعوے کے) جو شرمناک اور باعث ذلت روایا فرقہ سبائیہ سے منقول ہیں درج کرتے ہیں سوچو! توبہ کرو!! "کہ جو کوئی ایک بار متعہ کرے درج حسین کا پاوے۔ اور جو دو بار کرے درج حسن کا پاوے اور جو تین بار متعہ کرے درج علی کا پاوے (واہ عجب محبت اہل میت ہو!) اور جو کوئی چار بار متعہ کرے رسول اللہ کا درجہ پاوے" (عیاذ باللہ) جہدم یہ شرمناک (اور برباد کن تدن) فعل متعہ کر کے باہم فاعل و مفعول بیٹھتے ہیں اون پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اور انکی پاسبانی کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنا جلسہ برخواست کریں اور جو کچھ کہ باہم گفتگو کرتے ہیں وہ کلمات تہلیل و تسبیح بجاتے ہیں۔ اور جب ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں تمام گناہ انگلیوں کے پوروں سے نکل پڑتے ہیں اور جب ایک دوسرے کا بوسہ لین حق تعالیٰ ہر بوسہ پر ثواب حج و عمرہ کا لکھ دیتا ہو (نغوذ باللہ من ہذا البعث) اور جب کریں تو ہر پر حسنات پادین مانند کو ہبائے بلند کے اور جب فارغ ہو کر غسل کے واسطے مشغول ہوں خدا تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ دیکھو میرے دو فزون بندوں کو کہ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ میں انکا پروردگار ہوں گواہ ہو جاؤ کہ میں نے قطعی انکو بخشتا یا اور جو پانی کہ بالون سے نکلتا ہے

ہر ایک بال پر نیل لکھی جاتی ہے اور برائی دور کیجاتی ہے۔ (خلاصۃ المسیح) اسی انصاف والو ٹھنڈے لٹے سے اور بھی دلچسپ اور با مذاق اعتقادات سبائیہ سنئے اور انصاف کو نہ دیکھئے زہار ہاتھ سے۔
 دو کرب مرد متع و عورت متع غسل سے فارغ ہوتے ہیں اور ہون کے ہر ایک قطرہ آب غسل سے زشتہ پیدا ہوتے ہیں اور وہ اسکی تسبیح اور تقدیس کرتے ہیں اور ثواب اسکا فاعل و مفعول کے واسطے قیامت تک ہوتا ہے۔
 (دیکھو بدرالہجی ص ۱۶۳ والہار الہدی ص ۱۱۶)

متع کی تحقیق

رسم متع قدیم جاہلیت کی عادتوں سے تھا۔ ابتداء اسلام میں مثل شراب کے اسکی حرمت کا حکم وار و نہیں تھا اسلئے ابتدائی عذرات میں اسکی اجازت عطا کی گئی (یہ رسم ہنوز طیبہ کے بت پرستوں میں عام طور سے مروج ہے۔ انکا یہ عقیدہ ہے کہ برہمنوں سے انکے مستورات متع ہوں۔ ہر تو انکے لئے وہ گویا جنت کی سرٹیفکٹ اور اعلیٰ درجہ کا ثواب ہے۔ گورنٹ در اس نے انکا یہ مشہور مناک و حشیانہ قدیم رسم منسوخ کر کے اسکے بجائے انکو ازدواج ذایمی پر مجبور کرنے لیجس لیٹو کونسل میں ایک مسودہ قانون بھی پیش کیا۔ لیکن بعض ممبروں کی مخالفت سے وہ مسترد ہو گیا) یہ عجیب رسم اور حیرت انگیز ثواب میں مساوی طور پر طیبہ باری بت پرست اور انصاف پرست (گروہ سبائیہ) مشترک ہیں لیکن گروہ سبائیہ (برخلاف طیبہ باریوں کے) اپنے مان کی دو شیرہ اور شریف زاد یوں کو اس عظیم الشان ثواب سے محروم رکھا کرتے ہیں۔ صرف مفلوک الحال غریب عورت کو جس سے سعادت اذ وکر کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ فعل بقاء دین کا ذریعہ تصور ہو رہا ہے۔ پھر اس سے متمولین اور دو شیرہ گون کی حیرانی یہ ایک راز سرسبز ہے۔ اسی بنا پر جوئی حشت احتشاء : منہا یری الا یقاد الا انفا
 اب ہم انکے عدم جواز پر بطور اختصار بحث کریں گے۔ جن طبالیع پر ہوا پرستی و سوسائے شیطانی کا پورا پورا اثر ہو چکا وہ نہ قرآن و حدیث پر عمل کریں گے نہ ائمہ کرام کے اقوال پر۔ قرآن سے حدیث سے ائمہ کے اقوال سے متع کے غیر مشروع اور ناجائز ہونے کا یقین ثبوت موجود ہے۔ جو لوگ اہل بیت کی محبت کا جوٹا دم بھرا کرتے ہیں

بعد ازاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متع کو ہمیشہ کے لئے ناجائز قرار دیا میرا کتب مشیدہ اور سنی سے ظاہر ہے ۱۲

تاریخ در اس میں ایک معرقریر یافتہ حاجی کے متع کا واقعہ جو اپنی شرافت، نجابت، دیانت، اسلامیت کو بلائی طاق رکھ کر دعوت فاتحہ کے متع سے تقریب پر ایچ ہی ایک عادی کی جائزہ منکوہ کے ساتھ ابقاء دین کی توقع پر حظ استمتاع اور اسکے بعد واقعات یادگار زمانہ رہیں گے۔ وہ بھی ایک عند امرئی من خلیقہ : وان خالہا متحفی علی الناس تعلم :
 کوئی ہستی ہے نہ لے جس جزا اعمال کو ڈکھائی مال سوی ملک عدم چڑھتا ہے۔ ۱۲

وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان واجب الاذعان کی عدم تعمیل اور نافرمانی سے اپنے آپکو چھوٹے اور بڑائی
متبعین ثابت کر رہے ہیں تو پھر کیونکر وہ خیر امت کا زعم اور امت اجابت کا دعویٰ کر سکے انصافاً مجاز ہو سکے
ہیں ؟ یہ آئہ کریمہ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ اجورھن فرضیۃ من اللہ سے جہاں سبائیہ کا لالہ
متع محض عدم وقفیت علم لغات پر مبنی ہے۔ شیخ طبرسی شیعہ لکھتا ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ كَلِمَةٌ لَعْنَى مَعْنَى فَايِدَهُ لِيُنَازِلَ
اصطلاحی معنی وطنی و دخول کے ہیں اور اس پر دلیل کلمہ فَا جو تعقیب کے واسطے مل رہا ہے کیونکہ تعقیب فرع ہوتا
ہے اصل سابق جملہ کا پس جملہ سابق میں بیان مہر و نکاح کا ہے لہذا معنی وطنی و دخول کی موزوں ہے نہ کہ متع
کی (تفصیل کیلئے دیکھو تفسیر مجمع البیان) قلیل البضاعت کم یاہ ملاؤن کو آیت مذکورہ جو متع کا توہم ناشی ہو چکا
احتمال ہے وہ ان آیات سے کا ملاؤن ہو سکتا ہے اگر انصاف اور غور سے دیکھیں قولہ تعالیٰ اَلَا عَلَىٰ اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِيْنَ اَمِنْ ابْتغَىٰ وَاِنَّ ذٰلِكَ فَاَرٰنَاكَ هُمْ الْعَادُوْنَ فرماتا ہے
فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَا تَعْدِلُوْا فَاَوْحِدْهُ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اور فرماتا ہے وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً
اَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ تَامَلَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اَلِ تَوَلَّىٰ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ
اور نیز فرمایا لَا يَسْتَخْفِیْ الَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ نِكَاحًا حَتّٰی یُغْنِیَهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ اِنَّ اٰیَاتِ
متع کا حکم ابتدائی ساقط اور منسوخ ہو جاتا ہے۔ متع کی حرمت پر احادیث صحیحہ بھی مروی ہیں۔ چنانچہ
جناب امیر (زرانی حقایق و معارف۔ حدیث کے وقایق اور اسکے اصلی معنی موجودہ پاگل جاہل بتعصب ملاؤن
سے بڑھ کر سمجھتے تھو۔ آپ) نے متع کی حرمت پر صراحت یہ کہدیا۔ "حرم رسول اللہ لحم الحمر الاھل بیت
ونکاح المتعة" یعنی حرام کیا رسول اللہ نے اہل گدہ ہونکا گوشت اور نکاح متع (دیکھو اہل شیعہ کی مستبر کتاب
استبصار) مجالس المؤمنین میں لکھتا ہی کہ اگر متع روایہ و امام برحق چرا التفات بنکاح و طلاق فرمودے؟
(میراجی ص ۱۷۸) حضرت علیؑ نے ابن عباس کو متع سے نبی کہا ہے۔ "قال امیر المؤمنین لابن عباس
انک رجل ناثۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن المتعة" (دیکھو محاسن برقی شیعہ)
ان دلائل سے قطعاً یہ ثابت ہوا کہ متع عند تحقیقی شیعہ حرام ہے۔ حضرت امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں
"هذا کی قسم متع منوع اور حرام ہے" (تفصیل کے لئے دیکھو فقہۃ الرضا) زمین شوروہ سنبل بریاد
در و تخم عمل ضایع گردان ۱۰ لازم ہے اجتناب معاصی و مافلوڈ کیا و استان سہی نہیں قوم ثمود کی
متع کی حرمت کتب اہل شیعہ سے صراحت ثابت کر دی گئی۔ لہذا اس فصل قبیح کی اولاد۔ محققین شیعہ کے پاس شاہد

مجهول النسب. محروم الارث متصور ہوگی۔ پس ایسی بدطینت ذریت سے سوائے بدگوئی۔ دریدہ و دہنی۔ عیب جوئی۔ سب و شتم و بدظنی اہل بیت کرام و صحابہ عظام۔ و تحلف و زری احکام خدا و رسول و انصاف پرستی کے کون فعل منصفہ ظہور پر جلوہ گر ہوگا۔ ہر کسے برخلقت خود می تند و اہل نظر کا یہ کہنا بیجا نہوگا کہ یہ لوگ باوجود زعم تو لا و حب آل رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زید پلید سردار تبرائیہ کی (جسکی مذمت میں عربی مؤرخین لکھتے ہیں "ہو اباح الخجور والفروج) پیروی کرتے ہیں اور امیہ کے حکم حکم سے تحلف۔ مجتہد گشتی و اگر نیستی و خود کجاؤ از کجاؤ کیستی۔ مولی علیؑ اور امیہ کرام حرمت متعہ کے قائل ناخلف۔ خال سہا جواز اور حلت کے مقرر۔ خلاف پیمبر کے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواستہ رسیدہ سید کا رجٹا کے پاس یہ شرمناک حرام کاری ذریعہ ابقاؤ دین! اور مولی علیؑ کے پاس منہی عنہ۔ اب ہم کتب اہل سنت سے اسکی حرمت جو حد تو اتر کر پہونچ گئی ہے بطور اختصار درج ذیل کرتے ہیں۔ تا مخالفین کی ابلہ فہمی سے ہم مطمئن رہیں۔ سیوطی لکھتے ہیں "نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المتعہ" یعنی نہی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ سے (دیکھو جامع الصغیر جلد ۲ صفحہ ۴۲۱) سنن ابن ماجہ میں عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن متعہ النساء یوم خیبر روایت ہے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی کیا عورتوں کے متعہ سے خیبر کے روز (سنن ابن ماجہ صفحہ ۱۴۲) عن ابن عمر قال لما ولی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خطب الناس فقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذن لنا فی المتعہ ثلاثا نأثمحرمها واللہ لا اعلم احدا یتمتع وهو محصن الا ان جمته بالحجارة الخ (سنن ابن ماجہ ج ۱) حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کرو یا جو قیامت تک حرام رہیگا "ایھا الناس انی قد کنت اذنت لکم فی الاستمتاع الا وان اللہ قد حرمها الی یوم القیمة (سنن ابن ماجہ)

علامہ ذہبیؒ "تاریخ الاسلام" میں جو تین جلد کی کتاب ہے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے بعد فضائل بیان کئے ہیں (دیکھو جلد ۲ بحث خلافت) حضرت عثمانؓ کی تقیص شان میں کوئی روایت مطلق نہیں ہے۔ وان تدبروت مقالی قلت صدق، مخالفین کا اہتمام ذہبی پر ہے اصل اور لغو ہے اور انکے تحلیلات اہل علم کے پاس ہے وقت میں سے تخیل زور دکان زور خیالھا؛ مشبہہ عن غیر رؤیا و رؤیة، ذہبی تو رد افض کے جانی دشمن ہیں انکو شکر کہا ہو بجاظانکی دریدہ و دہنی و بدگوئی و سب و شتم صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و انکار قرآن و انصاف پرستی کے اخراج الذہبی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعا یکون فی آخر الزمان قوم یمون الواغصیۃ یرفضون الاسلام فاضم مشرکون۔ ۱۲

عن الربیع بن سبرہ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن نکاح المتعة۔ روایت
 ربیع بن سبرہ سے اوسنے نقل کیا اپنے باپ سے تحقیق کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا نکاح سے متعہ کے۔
 (شرح مسلم لنووی ص ۳۱۳) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی یوم الفتح عن متعة النساء
 (شرح مسلم جلد ۳ صفحہ ۳۱) بخاری میں ہے ان علیا رضی اللہ عنہ قال لابن عباس ان النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم نہی عن المتعة یعنی تحقیق کہ علی رضی اللہ عنہ نے کہا ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے منع کر دیا متعہ سے (شرح صحیح بخاری لقسطانی جلد ۴ صفحہ ۴۸) اہل سنت کے پاس متعہ کی حرمت پر اجماع
 ہو چکا۔ ابتدائی جواز کے حکم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منسوخ کر دیا قال ابو عبد اللہ وبینہ ای حکم
 المتعة علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه منسوخ وقد وقع الاجماع علی تحريمها (شرح صحیح بخاری
 جلد ۴ صفحہ ۴۹) مجتہد صاحب لاثانی کا یہ دعویٰ کہ ”متعہ جائز ہے نزدیک مالک کے قابل مضحکہ ہے۔ مالک رحمہ
 متعہ کے ہرگز قایل نہیں بلکہ فاعل پر حد تجویز فرماتے ہیں۔ ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن متعة
 النساء یوم خیبر وعن اکل لحم الاحمر الانسیة (دیکھو مؤطا لام مالک رحمہ) شیعہ میں ایک مجتہد مالک نام
 گذرا ہے جسکے اشتراک اسم سے صاحب ہدایہ التباس میں پڑا (دیکھو قیاقب صفحہ ۲۹) ابن نجیم لکھتا ہے۔
 ان ما فی الهدایة من نسبة الی مالک فغلط كما ذکرہ الشارحون (دیکھو بحر الرائق) قاضی عیاض مالکی
 لکھتے ہیں ”وقع الاجماع من جمیع العلماء علی تحريمها الا الروافض“ خطابی لکھتے ہیں خودیہ
 المتعة کالاجماع الا عن بعض الشيعة۔ علامہ مازری لکھتے ہیں تقریر الاجماع علی منعہ ولم یخالף فیہ

۱۵ ابن ادریس نامی ایک نفیری مذہب شیعہ شاعر بھی ہے اشتراک کینیت کی وجہ سے امام شافعی میں اور اس میں کہ علم لوگ امتیاز
 نہیں کر سکتے ایسے شاعر بہت سے اشعار خلاف اصول مذہب شافعی کہے ہیں۔ بخلاف اسکے علی ربہ ام ربہ اللہ اور کہتا ہے
 قف ثم ناد بانفی الحمد اور بھی بہت سے ہمزات خلاف اسلام اس نفیری سے منقول ہیں (تفصیل کیے دیکھو قیاقب ص ۹۳)
 اسی طرح ابو حنیفہ بصری ایک متعصب رافضی تھا تاریخ بغداد ایسی تصنیف سے بھی جاتی ہے جس میں بجا یا وہ گوئی کی گئی ہے۔ شافعی شرح
 کافی میں لکھا ہے۔ ابو حنیفہ شیعہ رافضی بصری تھے کہ خوب جانتا تھا اور جہاں دکر تا تھا۔ بہ گوئی اور بغاوت کے باعث معاہدے اتباع کے خلیفہ کے
 حکم سے قتل کیا گیا۔ امام اعظم ابو حنیفہ مجتہد اہل سنت تھے اس صحابہ کی تکفیر اور توہین کرنیوالا۔ اور ابو بکر صدیق کی صحابیت کا منکر و ائمہ ہدایہ
 سے خارج ہو۔ شرح فقہ اکبر میں ہے واما من انکر صحبة ابی بکر فیکفر لکنہ انکار النصف القرآن (صفحہ ۱۸۹) امام اعظم قزلباشی
 رضی اللہ عنہ کو افضل صحابہ قرار دیتے ہیں جسکا انکار گویا بدعت کا انکار ہے۔ وہ لکھتے ہیں وافضل الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ابو بکر الصديق (دیکھو شرح فقہ اکبر ص ۶۹) یہ تو امام اعظم کا قول ہے اسکے برعکس مخالفین کا اہتمام افتراء ہے۔
 گزرتہ میزبر و زنبور چشم و چشمہ آفتاب را چہ گناہ ۱۲

الاطایفة من المبتدعة۔ ابو زید مالکی قیروانی کہتے ہیں ولا يجوز نکاح المتعة وهو النکاح الی اجل
ابو الحسن رحمہ اللہ کہتے ہیں علیٰ انہ لا يجوز اجماعاً۔ ہر ایہ جتنی فقہ میں لکھا ہو و نکاح المتعة باطل (ہر ایہ جلد صفحہ ۱۹۶)

اہل بیت اور صحابہ سے بغض

اہل بیت اور صحابہ کرام کے فضائل اور منقبت میں بہت سے احادیث صحیحہ اور ایہ کرام علیہم السلام کے اول
کتب شیعہ میں وارد ہوئے ہیں باوجود اسکے روافض کا ان سے بغض و عناد۔ تو میں و تکفیر یہ ثابت کر رہی ہوں
کہ یا تو عبد اللہ بن سبا یہودی کے شیعہ ہیں یا خوارج نواصب کے برادر ہم عقیدہ "سگ زرد برادر شغال"
اہل تشیع کے معتبر کتب میں ہے جو کوئی صحابہ کو برا کہے دے لگاؤ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سبنی
فاقتلوه ومن سب اصحابی فاجلدوه" (دیکھو جامع الاخبار) اور نیز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
کہ دعو علی اصحابی میرے اصحاب کو میرے لئے چھوڑو (استقصاء الافحام) اس سے مراد یہ کہ آپ کے حقوق
صحبت کی ان کے حق میں رعایت کرو اور انکی عیب جوئی نہ کرو۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی
کالنجوم باہم اقتدیتم اھتدیتم۔ یعنی فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے
ہیں ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ عیون اخبار میں جو شیعہ کے معتدین کتب سے ہے
کہا ہے "سئل الرضا علیہ السلام عن قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم باہم اقتدیتم
اھتدیتم وعن قوله دعو علی اصحابی۔ فقال هذا صحیح۔" امام حسن عسکریؑ فرماتے ہیں پیغمبر خدا نے ہجرت
کی شب میں ابو بکر صدیق سے کہا کہ "جعلک منی بمنزلة السمیع والبصر والرأس من الجسد ومنزلة
الروح من البدن" (تفسیر منوہ حسن عسکری) مولیٰ علی نے برسر منبر کہہ دیا کہ ابو بکر صدیق اور عمر رضی اللہ عنہما
و دشمن دین اسلام سے خارج ہے۔ یحییٰ بن حمزہ نے ایک طویل روایت حضرت ابو بکر اور عمر کے فضائل میں جانا
امیر سے نقل کی ہے اسکے چند فقرے یہ ہیں لا یحبہما الا من فاضل ولا یغضہما الا شقی مارق

و حبہما قربة و بغضہما مروق (دیکھو اطواق الحامۃ) ابن بابویہ قمی لکھتا ہے "عن الحسن ابن علی
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابابکر منی بمنزلة البصر والسمیع

سئل تارخ الخلفاء میں حضرت علیؑ سے حضرت عثمانؓ کے فضائل میں احادیث منقول ہیں۔ اس طرح جناب عائشہ صدیقہ سے بھی۔ مالکوفی
روایت حضرت عثمانؓ کی تفسیر شان میں عائشہ صدیقہ سے تارخ الخلفاء میں مذکور بھی نہیں ہے۔ من گھڑت اہتمام کرنیوالوں کی شان میں آیت
لعنة الله علی الکاذبین وارد ہوئی ہے۔ دست بچارہ چون بجان رسد پچارہ جز ہیر ہن درین نیست یا انتر پڑو کا
بر کوئی خوب نہیں سے چشم بداندیش کہ بر کند و باد پ عیب ناید ہر شش در نظر پ ۱۲

منی بمنزلہ الفودا" یعنی امام حسن علیہ السلام روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر
 بمنزلہ میرے سمیع ہے، ہر اور عمر بمنزلہ بھر کے اور عثمان بمنزلہ دل کے" (دیکھو معانی الاخبار) امام باقر علیہ السلام نے
 فرمایا کہ "لست بمنکر فضل ابی بکر و لست بمنکر فضل عمر و لکن ابابکر افضل من عمر" یعنی میں ابو بکر
 صدیق اور عمر فاروق کی فضیلتوں سے انکار نہیں کرتا لیکن ابو بکر عمر سے افضل ہیں (احتجاج طبرسی)۔
 امام جعفر صادق علیہ السلام نے حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی نسبت فرمایا "ہما امامان
 عادلان قاسطان کانا علی الحق و مانا علیہ فعلیہما رحمة اللہ یوم القیۃ" علی بن عیسیٰ اردبیلی
 اثنا عشری نے اپنی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الامیہ میں لکھا ہے "کسی شخص نے امام باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ
 تلوار کے قبضے کو حلیہ کرنا درست ہے یا نہیں تب امام نے جواب دیا کہ ہاں اسلئے کہ ابو بکر صدیق کی تلوار کے قبضے
 بھی حلیہ چاندی کا تھا۔ راوی کہتا ہے کہ اسے امام سے عرض کی کہ یا حضرت آپ بھی ابو بکر کو صدیق کہتے ہیں
 یہ سنتے ہی امام اپنی جگہ سے اچھل پڑے اور کہنے لگے کہ ہاں وہ صدیق ہے ہاں وہ صدیق ہے ہاں وہ صدیق ہے
 جو کوئی اسکو صدیق نہ کہے خدا اسکی دنیا و آخرت میں تصدیق نہ کرے" اصحاب کرام کے فضائل میں احادیث
 اور ائمہ علیہم السلام کے اقوال بکثرت مروی ہیں۔ جو شاید اہل انصاف پر بھی اظہارِ شہس ہو گئے۔ باوجود اسکے
 جلسا ساری اہل فریبی بددیانتی تنگ ظرفی سے برخلاف تعلیم ائمہ علیہم السلام اصحاب کبار پر مستعصانہ غیر شریفانہ
 نا طایم چلے۔ معترضین کی سفاہت۔ کم ظرفی کی صریح دلیل۔ پیروی عبداللہ بن سبا یہودی۔ کابین ثبوت ہے۔
 مہ فشا نہ نور سگ و وع کند و سگ ز نور ماہ کے مرتع کند و سفہا کی بدگوئی سب و شتم۔ دریدہ دہنی سے
 انکی ہی طینت اور فطرت منکشف ہوتی ہے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان ہفوات کا کچھ اثر مرتب
 نہیں ہو سکتا۔ سچہ ہے ۛ نف بردیش باز گرد و پیشکے ۛ نف سوی گردون نیاید مسکے ۛ مخالفین کی گند دہانی
 بد تہذیبی کا ہی علاج ہے ۛ دشنام و دہیسیے ۛ چارہ نہ بود بجز شنیدن ۛ گر پای کسی گئے گزیدہ ۛ با سگ
 نتوان عوض گزیدن ۛ انکی بدگوئی۔ دریدہ دہانی۔ گندہ زبانی سے آل رسول اللہ اولاد علی اور خاتونِ جنت کے
 جگر پارے۔ ائمہ کے نوچشان بچ سکے ۛ خمی بد و طبیعتیکہ نشست ۛ زرد و جزوقت مرگ از دست ۛ
 تو پھر کیونکر اس فرقہ سبائیہ کے سب و شتم لعن طعن سے اصحاب رسول اللہ نجات پاسکتے ہیں۔ ۛ
 طعنہ بر پاکان زدن بد طینتان را خوب نیست ۛ رتبہ گم کرد از سلیمان بد ۛ از گہ خواریش۔
 اہل بیت کے فضائل اور بزرگی میں بکثرت احادیث آئی ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی۔ اور نیز فرمائے۔ مثل اہل بدیتی کمثل سفینۃ
 نوح من دكب فیہا نجی ومن تخلف عنها فقد غرق۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتاب اللہ
 اور عترت کو چھوڑ گئے ہیں۔ اگر انکو لین تو گمراہ ہونگے۔ تعجب تو یہ ہے فرقہ سبائیہ نہ عترت رسول اللہ کی
 پیروی کرتا ہے نہ کتاب اللہ کی ہر ایت سے سچا استفادہ۔ دیکھیے مجتہد زرارہ جو ائمہ اور علم بلکہ امام اعظم
 فرقہ ہے سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام کے حق میں بدگوئی۔ لعنت کرتا ہے (دیکھو منتہی الکلام) اہل بیت
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی عترت کے ساتھ بلا تخصیص و بلا تعین عام طور سے محبت حسن ظن رکھنی
 لازمہ اہل اسلام ہے۔ اگر اہل انصاف عزا اور بے تعصبی سے دیکھیں تو فرقہ سبائیہ کی ماصبیت خارجیت
 ان پر ہویا و منکشف ہوگی۔ حسن ابن حسن مشہور۔ اور عبد اللہ محض اور نفس زکیہ کو کافر اور مرتد بتاتے ہیں
 جعفر ابن موسی کاظم اور جعفر ابن علی برا اور حضرت امام حسن عسکری کو کذاب کہتے ہیں (دیکھو ققباہ ص ۸)
 حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم عام طور سے اپنی اولاد کے ساتھ محبت رکھنے کی تاکید فرماتے ہیں اگر ہوا
 اولاد علی من مات علی حب آل محمد مات علی الشیئۃ و الجماعۃ یعنی میری اولاد کو گرامی
 رکھو اور جو مرے آل محمد کی محبت پر تو وہ مرا سنت و جماعت پر۔ (جامع الاخبار) باوجود ان احادیث کے
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے ساتھ (مثل خواجه نواصب اور یزیدیوں کے) بغض و عناد رکھتے
 اور کذاب مرتد کہتے ہیں۔ بیچ کا فرزند آنچہ حجاب کر دے زید بن علی اور یحییٰ بن زید سے عناد قلبی
 رکھتے ہیں۔ ابراہیم بن موسی کاظم کو کذاب اور ابراہیم بن عبد اللہ کو اور زکریا بن محمد باقر کو اور محمد بن عبد
 بن الحسین کو اور محمد بن القاسم اور یحییٰ کو کافر و مرتد کہتے ہیں (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۲۱۰)۔ مہ نشانہ نور
 و سنگ عرو کند ہر کسی بر خلقت خود می تند و ولہ دامن قال۔ لو کنت صادقا بحکم ما
 کھرتھم یا ایہا الذندیق بدگو۔ طاعن۔ مثل یزید ملیہ و خراج کے آل نبی کے دشمن ہیں۔ انکے صرف
 چند افراد اہل بیت سے محبت رہی ہے اور باقی دودمان مرتضوی سے اور اصحاب نبوی سے بغض و عناد بے دری

۱۔ مخالفین کا مارج النبۃ کے حوالہ سے یہ ہے اصل اتہام کہ "صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دو سو درہم کے اؤنٹ کو
 رسول خدا کے ہاتھ پر نو سو درہم کو فروخت کیا" بالکل غلط فقرہ ہے۔ جو لوگ جھوٹ اور تفسیر کو پیرا یہ دین سمجھتے ہیں انہیں
 صداقت و راستبازی کی توقع امر محال ہے۔ مارج النبۃ کوئی نایاب نہیں متعدد نسخے ہمدست ہو سکتے ہیں اس میں اس قسم کی تدلیس
 بالکل آسان شرافت و انسانیت کے خلاف ہے۔ اس کتاب میں دو سو درہم کا ذکر ہی نہیں (دیکھو جوت کا بیان)۔
 بصنعت گریارائی دروغی و غیر دران چراغ دل فرستے ۱۲

گستاخی۔ بدظنی جو عبداللہ بن سبا یہودی کی گمراہ کن تعلیم کا نتیجہ ہے! اسی بدگوئی اور بد طبیعتی پر خیر است
 کا زعم! سوچو۔ غور کرو۔ یا ایہا الرفاض قد لعنتم! ببعض اصحاب النبی و سنتہ!
 فی فضلہم قال النبی اصحابی کالجوم کیف عندہ بنتہ! تیز اسفل و اعلیٰ نہیں ہوتی ہے
 یوڈی کو پڑا برابر نیک و بد کی واسطے ڈنک چھو کا! بالکل حیرت کا مقام ہے کہ سبائیہ امید کی محبت کا دعویٰ
 کرتے ہیں۔ پھر (نعوذ باللہ) ان پر بے حیثی۔ بے غیرتی کا شرمناک اور برباد کن ناموس الزام لگاتے ہیں۔ یہ
 دوستی بے خرد خود دشمنی سہ! محمد بن سباؓ حضرت صادق اور دوسرے امید پر یہ اتہام لگاتے ہیں کہ وہ
 کہتے تھے "ان خدمۃ جوارینا و فروجہن لکم حلال" حضرات امید پر جہکی فضیلت و بزرگی اظہر
 من الشمس ہے یہ اتہام۔ شرم! شرم! ایچ کا تو نکند آنچ مچان کر دند

بحث قرآن مجید

خداوند تعالیٰ جو قادر مطلق ہے قرآن کی حفاظت و نگران کا وعدہ کرتا ہے کہ لَا تَنۢبِذَیۡلَ لِّلۡکَلِمَاتِ اللّٰہِ
 وَکُنَّا لَہٗ لِحَافِظُوۡنَ۔ نیز فرمایا۔ لَا یَاۡتِیۡہِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیۡنَ یَدَیۡہِ وَکَلَامِنْ خَلْفَہٗ سَآزِیۡلٌ
 مِنْ حَۡجِیۡمٍ حَمِیۡدٍ۔ الایہ۔ کل فرق اسلام متفقاً و متحداً باستثناء چند مخلوط الحواس جہاں شہرہ چشم
 حشو یہ کہ قرآن مجید کے غیر محرف۔ بے نقص۔ کامل۔ ہونے کے مقر اور قایل میں۔ اسی پر انکا صدق ایمان ہے
 کیونکہ خدای قادر اسکی حفاظت کا پورا وعدہ کلام ربانی میں کر چکا ہو۔ باوجود اسکے قرآن کا اخفا تا قیامت محال
 عقلی و نقلی ہے۔ کیا کوئی سلیم الحواس خلاف ورزی وعدہ یا جھوٹ و تفسیق کی نسبت (عیاذ باللہ) ذات باری پر
 کر سکتا ہے ۹ سیاہ کا تعزیر یافتہ حشو یہ کا یہ عجیب توہم کہ قرآن مجید (باوجود ربانی حفاظت کے) محرف اور ساقط
 ہو گیا (اور نعوذ باللہ خدای قادر و وحی اسکی حفاظت سے باوجود وعدہ کے عاجز رہا) انکا یہ تخیل اور وہم (کل فرق
 اسلام کے برخلاف) متعصب یہود و نصاریٰ اور بت پرستوں سے ملتا جلتا ہے کیونکہ انکے اعتقادات میں ہنوز
 بہت کچھ عبداللہ بن سبا یہودی کی تعلیم کی آمیزش کا اثر موجود ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زائد مبارک
 میں بھی کفار فجار اور منافقین سیہ کار قرآن شریف پر نکتہ چینی اور اقسام کے بودے اور لغو الزامات قائم
 کرتے تھے۔ اب بھی بعض متعصب پنڈٹ بے انصاف پورا در چند بد لکام بادہ خواران فرنگ کیا کرتے ہیں جن
 فنڈ رنش حشو یہ اظہار مسرت کریں یا انکی تقلید کریں تو کوئی تعجب کا محل نہیں ہے کذب و مجنس باہمجنس پرواز
 خود اللہ جل شانہ کفار کے خیالات کی طرف اشارہ کرتا ہے اِنۡ هٰذَا لَا اَسَاطِیۡرُ الْاَوَّلِیۡنَ اَلَا سِ

نیز فرمایا اِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَامْطِرْ عَلَيْنَا حَجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ اَلَا يَهْدِي الْقَوْمَ الشَّاقَّةَ
منصف مزاج دنیا معترف ہو کہ قرآن مجید لمخاطب اعلیٰ اخلاقی روحانی۔ تمدنی تعلیم۔ مکمل ہدایت فصاحت و بلاغت
اور مجرب بیانی کے اپنا نظیر آپ ہو۔ (سہ) دَامَتْ لَدَيْنَا فِئَاقَتُ كُلِّ مَجْزَةٍ مِنْ التَّائِيَاتِ اِذَا جَاءَتْ
ولہر قدم؛ کفار کے مقابلہ اور معارضہ میں پیش کیا گیا اگر اس میں کچھ نقص و عیب ہو یا تم کو شک ہے تو
ایک چھوٹا سورہہ جو اسکے مقابلہ میں پیش کرو اِنْ كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا
بِسُورَةٍ مِّثْلِهِم اَلَا يَهْدِي الْقَوْمَ الشَّاقَّةَ تو فصحا و زامد بالکل عاجز و مغلوب ہو گئے۔ اب بھی ڈنکے کی چوٹ ہمارا دعویٰ ہو
کہ کسی حصہ پر کہ قرآن مجید کے اسقاط اور نقص کا تو ہم یا شک ہو تو ایک سطر ہی اسکے معارضہ میں لائیے۔ تا انکی
ہیئت اور صداقت و نیا پر ظاہر ہو جائے (سہ) رَدَّتْ بِلَاغَتِهَا دَعْوَىٰ مَعَارِضِهَا رَدَّ الْغُيُورِ
یدی الجانی عن المحرم؛ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ جسکی طبیعت میں انصاف پرستی۔ حق پسندی۔ سلیم الفطرتی
کا مادہ ہے وہی مکمل ہدایت سے ہمیشہ فائدہ ادا ہٹایا کرتا ہے۔ لیکن کج فہم۔ ہٹ و ہرم اس سے محروم ہے
تعلیم تحت کسی ما کہ بابتند سیاہ ہے بہ آب زمزم و کوثر سفید نتوان کر دہ جسکی خمیر میں ہی ہدایت و صلاح پزیر
کا مادہ نہیں بہلا وہ کسکی تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت سے راہ راست پر آ سکتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہو
وَنُزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا۔ اَلَا يَهْدِي
اور بھی فرمایا ذَلِكُمُ الْكِتَابُ الَّذِي يَهْدِي لِّلْمُتَّقِينَ۔ الخ معترضین قرآن کے بارے میں مولانا
ردم رحمہ اللہ فرماتے ہیں (سہ) اسی سبب طاعن تو عموماً ممکن ہے طعن قرآن رابرون شومیکنی۔ جہاں حشو پر کا
نقص اور تحریف کے ثبوت کے لئے غیر معتبر اور من گھڑت اقوال (جسکی صحت متحققین شیعہ کے پاس ہی بالکل مفہوم
ہے اور ایمہ کرام کے نزدیک بھی مردود) صرف اس غرض سے پیش کرنا کہ خدا تعالیٰ باوجود وعدہ کے اسکی حفاظت
کرنے سے اور قرآن پر (حب زعم حشویہ) جو ظلم ہوا اسکے بچانے سے قاصر رہا (عیاذ باللہ) حالانکہ ایمہ کرام کا حکم ہو
کہ قرآن مجید کے برخلاف ایسے جھوٹے اقوال اور موضوع احادیث جو کہ اہلین و ضاعین کے ساختہ ہیں باور رکھو
بلکہ دیوار پر پھیک مارو" (دیکھو توضیح المقال مصنفہ طاعلی مجتہد طہرانی)

سلسلہ نامور شیعہ قدیم مصنفین جسکے روایات و اقوال پر اہل شیعہ کے مذہب کا دار و مدار ہو انکے حالات درج کئے جاتے
ہیں بغور ملاحظہ فرمائیے۔ "مجتہدین شیعہ مشائخ اور صاحب الطاق اور متشی و غیرہ کے احوال شیعہ کے کتب رجال میں
دیکھئے انوساک حالات منکشف ہوتے ہیں۔ قطع نظر ارشاد ایمہ ہدی و دعا و بدیع و مساک (بقیہ حاشیہ بر صفحہ مابعد)

اب ہم حقیقین شیعہ کے دلائل قرآن مجید کے بے نقص اور غیر محرف اور مکمل رہنے کے بارے میں درج کرتے ہیں۔ اسید کہ اہل شیعہ بے نقبی اور انصاف سے غور اور عقل سلیم سے تدبر کریں ورنہ ان شتر الذوات عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون کے مصداق ہوگا۔

(۱) جناب امیر فرماتے ہیں۔ نثر انزل علیہ الكتاب نوراً لا یطفأ مصابیحہ وسراجا لا یخوئ توقدہ و بحر لا یدرک قعرہ ومنہا جالا یضل نا بھہ وشعاعا لا یظلم ضوءہ وفوقا لا یجھد برہانہ و بیتا لا ھدم ارکانہ الی ان قال فھو جولا یسترقہ المسترقون و عیون لا ینفیھا المایحون۔ یعنی اللہ نے اوتارا اپنے نبی پر قرآن کو نور کہ نہیں کل ہوتا اسکا چراغ اور چراغ کہ نہیں گم ہوتی اسکی روشنی اور دریا کہ نہیں پایاں اسکی گہرائی کا اور راہ کشادہ کہ نہیں بھٹکتا راہ گیر اور شعاع

(بقیہ حاشیہ) ایہ انکے متعلق اقرا پر دازی۔ جھوٹے احادیث گھڑنے کا الزام قائم کرتے ہیں۔ یروی عنا الاکا ذیب و یفتی علینا اهل البیت قاتلہم اللہ اخر اھم اللہ (تفصیل کیلئے دیکھو بقباب اور تحفہ) ابن سکان شیبی حضرت صادق سے روایات بیان کرتا ہے لیکن حقیقین شیعہ اسکی تکذیب کرتے ہیں۔ اس طرح ابوالعباس شیبی جبکہ کذب اور وضع پر سب کا جماع ہے کیونکہ وہ جھوٹے احادیث روایت کرتا تھا۔ ابوبعیر شیبی نے خود اپنے جھوٹ کا اعتراف اور اقرار کیا باوصف اسکے تخمیناً راجع کتاب کہنی اسی کذاب کی روایت کو منظم ہے۔ شیعہ نہ جبکہ مجتہد اعظم زرارہ انکی پیروی باعث نجات و رستگاری تصور کیا جاتی ہے انکے بارے میں امام صادق کہتے ہیں (تقیہ کیلئے نہیں) کہ وہ بدتر ہے یہود و نصاریٰ سے (کتاب تار لابی عمر و کتبی شیبی) محدثین شیعہ نے بغیرہ عقلی اور ابوکامل کے بارے میں امام ہمام صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے اھما یفتیان علینا اهل البیت و یرویان عنا الاکا ذیب یعنی ہر دو ہم اہل بیت پر افترا کرتے ہیں اور جھوٹے احادیث روایت کرتے ہیں۔ لآ علی طہرانی اپنی بے نقبی سے اقرار کرتا ہے ہمارے حدیثوں میں بہت سے جھوٹے اور موضع ہیں (دیکھو توضیح المقال فی علم الرجال) کہتا ہے "ان فی روایاتنا کانت جملة من الاخبار الموضوعة" حضرت صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "ان المعیرۃ بن سعید دس فی کتب الاحادیث لم یجدت بھا ابی ناقوا اللہ ولا تقبلوا علینا ما خالف قول ربنا و سنتہ نبینا" یعنی معیرہ بن سعید نے میرے پدر بزرگوار کی کتابوں میں ایسی جھوٹے حدیثیں ملا دی ہیں جنکو کہیں میرے باپ نے بیان نہیں کیا تھا پس خدا سے ڈرو اور جو قول ہمارا خدا کے کلام اور نبی کی سنت کے خلاف پاؤ او سرت مانو (دیکھو توضیح المقال) یونس شیبی سے روایت ہے کہ میں نے عراق میں امام باقر اور امام جعفر صادق کے اصحاب کو پایا۔ (بقیہ حاشیہ بر صفحہ بعد)

کہ نہیں تارک ہوئی اور سکی چمک اور فارق در میان حق و باطل کے کہ نہیں جم رہتی اسکی برہان اور خانہ کہ نہیں گیتے اسکے ارکان۔ یہاں تک کہ فرمایا کہ پس یہ قرآن ایک دریا ہو عظیم الشان کہ نہیں سرقہ کر سکتے سہو سرقہ کرنے والے اور ایک چشمہ ہے روان کہ نہیں ٹٹا سکتے اسکو مٹانے والے (دیکھو شیعہ کی اصح کتاب بیچ البلاغۃ) افسوس بے علم جہاں متعصب حشویہ کا یہ پاگلانہ ادعا کہ قرآن مجید میں ٹٹ سے زیادہ اسقاط و سرقہ کیا گیا۔ اور یہ مجنونا نہ ضبط کر۔ ”تم اسکو (قرآن کو) نہیں دیکھینگے بعد اس روز کے کہی“ یہ کل تخیلات و توہمات سراسر لغو اور بے اصل ہیں کیونکہ انکی کامل تردید جناب امیر کے قول سے ہو چکی ہے و مع عمر نزدیک و تو خود درومی نہ آگے و رفیقان بار بستند و تو خوش بنشستہ غافل!

(۲) نور اللہ شوستری نے مصابیح النواصب میں لکھا ہے کہ ”وہ جو شیعہ امامیہ کے طرف قرآن میں تغیر منسوب کرتے ہیں سو وہ جمہور امامیہ کا قول نہیں۔ صرف چند ایسے لوگوں کا قول ہے کہ جنکا امامیہ میں کچھ شمار نہیں (تعریف القرآن) (۳) محمد بن حسن عالمی مجتہد شیعہ لکھتے ہیں: ”ہر سیکہ تتبع اخبار و نقص تواریخ و آثار نمود بعلم یقین میدان کہ قرآن در غایت دواعی درجہ تو اتر بودہ و آلائف صحابہ نقل سیکرند آنرا و در عہد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجمع و مؤلف بود“ (ص ۳۱ منہ)۔

(بقیہ حاشیہ) اور انے حدیثین سنین اور انکی کتابوں کو لیا۔ اور بعد اسکے حضرت امام موسی رضا کے روبرو پیش کیا آپ نے بہت سے احادیث سے انکار فرمایا اور کہا ابو الخطاب نے امام جعفر صادق پر چوٹ لگایا ہے خدا اسپر لعنت کرے اور اسطر ج ابو الخطاب کے رفقاء حدیثوں سے اب تک فریب دیتے ہیں اور امام جعفر صادق کے اصحاب کی کتابوں میں ملا دیتے ہیں۔ میں کچھ خلاف قرآن کے ہوا سے ہمارے طرف سے نہ سمجھو اور نہ اسے قبول کرو اور جو چیز مخالف قرآن اور سنت کو ہو اسے دیوار پر مارو۔“ (دیکھو آیات بینات جلد ۲ صفحہ ۱۰۵ مصنفہ نواب محسن الملک بہادر) اہل انصاف پر واضح و منکشف ہوا ہوگا کہ مروجہ اقوال و احادیث کس پایہ کے ہیں اور انے کلام اللہ کے برخلاف استہداد کیونکر قابل قبول ہو سکتا ہے ۹ در آنجا لیکہ خود آئید مخالف قرآن احادیث کو دیوار پر پھینک دینے تاکید کرتے ہیں ۱۲

قرآن مجید کے جلاوینے کا الزام نادان تفسیر نے حضرت عثمان رضی پر کیا ہے حالانکہ حسب اتفاق صحابہ قرآن کے مکمل بیسیضے تیار ہو چکے بعد بیکار مسودے اور ردی اجزا احتیاطاً جلانے گئے۔ اگر یہ کام قابل اعتراض رہتا تو ایسے اہم امور دینی میں مولا مشکل کشا کا سکوت باوجود حیرت انگیز شجاعت و بہادری کے برخلاف امر معروف و نہی منکر

(۴) علامہ اقبال نے کلینی کی شرح میں لکھا ہے۔ "جس ترتیب سے کہ قرآن اب موجود ہے امام مجہدی کے ظہور تک اسی طرح ظاہر رہیگا اور امام اسیکو مشہور کرینگے۔"

(۵) تفسیر مجمع البیان میں لکھتا ہے "آنحضرت علیہ السلام کے عہد میں قرآن مجید اسی طرح سے جمع کیا ہوا تھا کہ جواب ہر کیونکہ قرآن کو حفظ کرتے اور پڑھتے اور پڑھتے تھے۔ اس کے بعد لکھا ہوا "امامیہ اور حشویہ میں سے جو بعض شخص اس امر میں مخالف ہیں ان کا کچھ اعتبار نہیں سو وہ بعض محدث ہیں کہ جنکو بعض احادیث سے کہ جنکی حجت کا انکو گمان ہو گیا اور درحقیقت صحیح نہیں۔ یہ دہوکا ہو گیا ہے" (دیکھو تفسیر مجمع البیان)

(۶) ہمارے لائق فاضل مولوی غلام نبی اللہ احمد صاحب مجتہد نقشبۃ کلان کا قدیم اور دیرینہ اعتقاد یہ تھا کہ "ہر زمانہ میں موجود معجزہ اوس حضرت کا قرآن مجید ہے۔" پھر اسکے بعد لکھتے ہیں۔ "سارے قصی اوس زمانہ کے بلکہ ہر زمانہ کے ویسے کلام کے لانیسے عاجز ہوئے" (پایہ دین ص ۸) افسوس کہ اب اس پیرانہ سالی میں (غالباً ریورنڈ فنڈ اور پنڈت لکھرام کے کتب کے مطالعہ کی وجہ سے) ان کے خیالات میں حیرت انگیز کامیہ پلٹ ہو گئی ہے۔ مخالفین اسلام بڑی مسرت اور شکریہ کے ساتھ ان کے جدید اعتقادات کا خیر مقدم کرینگے اور ان کے جدید تصانیف سے اسلام پر نکتہ چینی کرنے در یغ نہیں کرینگے۔ اب انکو آیات قرآنی جیسے (ان حفظہم) اَنْ لَا تَقْسِطُوا لِي مَصَاحِتِ اور ربط میں شک پیدا ہوا ہے اور زعم ہے کہ قرآن مجید سے تیسرے حصہ پر زیادہ ساقط ہو گیا "اور پھر یہ عجز نہ ظاہر کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے حفاظت قرآن کا یہ وعدہ کہ وَاَنَّا لَمُحَافِظُوْنَ اور لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ صرف حضرت امیر کے جمع کردہ قرآن کے بارے میں تھا "اور وہ قرآن خدائی حفاظت کے باوجود ہمیشہ کیلئے دنیا سے ناپید ہو گیا۔ جیسا کہ اس کتاب کے ہیرو حجت الاسلام صاحب نقشبۃ کلان نے کتاب صافی کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں "ثم الله کی نہیں دیکھینگے تم اسکو (قرآن کو) بعد اس روز کے کبھی" گویا ان کے جدید عقیدہ کے لحاظ سے خدای قادر باوجود وعدہ حفاظت کے اسکی محافظت پر قادر نہ ہو سکا (عیاذ باللہ) اسلئے زمانہ امیر علیہ السلام سے قرآن مفقود ہو گیا مجبوراً امام عسکری اور دوسرے مجتہدین کو صحیفہ عثمانی کی ہی تفسیر کرنی پڑی۔ افسوس جناب امیر نے مخلصین شیعہ کو بھی وہ قرآن عطا نہیں کیا۔ تاہم صحیفہ عثمانی سے سبکدوشی حاصل کرتے۔

(۷) علامہ ابو جعفر محمد شیعہ نے لکھا ہوا "کہ قرآن جبکہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا وہی ہے جو لوگوں کے ہاتھ میں پایا جاتا ہوا اس سے زیادہ نہیں۔" اسکے بعد لکھتا ہے "جو شخص ہمارے طرف نسبت

کرتا ہے کہ ہم کہتے ہیں قرآن اس سے زیادہ تہا وہ جہول ہے (دیکھو رسالہ اعتقادات)۔

(۸) شیعہ کے نامور مجتہد سید مرتضیٰ نے قرآن کے عدم تحریف اور بے نقص ہونے پر مدلل بحث کی ہے

انکی عبارت کے اخیر فقرہ یہ ہیں "فكيف يجوز ان يكون مغيرا او منقوصا مع العناية الصادقة والضبط الشديد" یعنی پس کیونکر جائز ہو سکتا ہو ایسی سچی محافظت اور بڑی نگہداشت میں کہ قرآن میں تغیر یا نقصان ہو گیا ہو" (دیکھو مجمع البیان)۔

(۹) شیخ طبرسی اپنی مشہور تفسیر میں تحریف و تبدیل کا انکار کرتا ہے۔ لہذا سلیم الفطرت ذی عقل بے تعصب شیعہ مجتہد دن کو قرآن کے بے نقص اور غیر محرف ہونیکا اقرار اور اعتراف ہے انکے بڑے کالج فہم۔

ہٹ دہرم متعصب عامی سید کا تعزیر یافتہ حشو یہ کار عم عند المحققین کیونکر قابل وقعت ہو سکتا ہے۔ معرفت از دست و تودر خواب غفلت ماندہ و قافلہ بگذشت و تومی نشومی بانگ صلا و جولوگ صحیح الحواس بے تعصب سلیم الطینت میں انکی تشفی کے لئے صرف یہ آیہ مجیدہ و انالہ لحافظون کافی ہے۔

(۱۰) بعض حشویہ آیہ وان خفتم ان لا تقسطوا الی آخرہ۔ اسپر عامیہ نہ نکتہ چینی اور ناگوار اعتراضات کرتے ہیں حالانکہ از روی مذہب شیعہ استخفاف قرآن اور انکار مکفرات سے ہے مجلسی نے اعتقادات میں کہا ہے انکار القرآن والاستخفاف بہ کفر۔

(۱۱) امام صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان هذا القرآن فیہ منار الہدی ومصابیح الدجی یعنی اس قرآن میں نور ہیں ہدایت کے اور چراغ تاریکی کے (حدیقہ سلطانیہ)۔

(۱۲) امام نقی علیہ السلام سے مروی ہے قد اجمعت الامة قاطبة علی ان هذا القرآن حق لا ریب فیہ یعنی تمامی امت کا اجماع ہے کہ یہ قرآن حق ہے اس میں شبہ کو دخل نہیں (یا امام مجتہد نقشبہ کو اسکے حق ہونے میں شبہ ہے)۔

قرآنی سورتوں کی موجودہ ترتیب اور تنزیل کو کاتب معبود نے بسبب عدم وقفیت و جبل کے تحریف سمجھ رکھا ہے حالانکہ کل فرق اسلام متفق ہیں کہ کلام اللہ کا نزول ایک ہی وقت پر نہیں ہوا بلکہ وحی متعدد اور بوقت ضرورت نازل ہوتی تھی۔ بعض مکی آیات کا تمہ مدینہ میں ہوا۔ اور بعض مدنی آیات بوقت ضرورت مکہ معظمہ میں ہی نازل ہوئے۔ اس ترتیب کے لحاظ سے قرآن حسب الحکم رسالت پناہی اسکے موقع اصلی پر کہا جاتا تھا۔ اور بقول شیعہ مجتہد سید مرتضیٰ کے اکثر صحابہ نے بزمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حفظ بھی کر لیا تھا۔

پس جہاں حشویہ کی شان نزول سے ناواقفیت نے انکو اس بودے اعتقاد پر آمادہ کیا کہ آیات اور سورتوں کی مروج ترتیب تحریر میں داخل ہے۔ "تحریر کے اصطلاحی اور لغوی معنی سے کاتب معبود کا عدم امتیاز اور پھر کلام اللہ پر مبنی گھڑت اعتراض کا برہ اور خلاف تدین نہیں تو کیا ہے؟ انکے اس بودے خیال کی تردید جناب امام علی نقی نے کر دی ہے کہ القرآن حق لا اختلاف بینہم فی تزیلہ و قصد یقہ یعنی قرآن حق ہے فیما بین امت کے اسکی تزیل اور تصدیق میں اختلاف ہی نہیں۔ پھر اس کے بعد لکھتے ہیں۔ اگر انکار کیا تو نعمت اسلامیہ سے خروج لازم آئیگا۔ ان جہدات و انکرات لزما الخروج عن الملة (دیکھو حدیث سلطانیہ) خلاصۃ المنہج میں تحت قولہ تعالیٰ لَا مَبْدَلَ لِّكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِیمُ مذکور ہے۔ "ہیچکس نیست کہ تبدیل و ہندہ باشند مر اخبار و احکام اور اچنا کہ تبدیل داود توریت رازیر کہ حقیقۃً کما فطرت قرآن فرمودہ است"

۱۔ ہم آگے اہل تشیع کے احادیث پر اجمالی بحث کر چکے ہیں اور یہ ثابت کر دیا گیا کہ قرآن مجید کے یہ خلاف محققین شیعہ کے پاس اقوال اور روایات قابل سند نہیں۔ اہل سنت کے پاس بھی احادیث و روایات کے مختلف اقسام ہیں صحیح۔ مرفوع۔ موقوف۔ مقطوع۔ متصل۔ ضعیف۔ قوی۔ غریب۔ عزیز۔ آحاد۔ متواتر۔ اس طرح محدثین کے طبقات متفاوت ہیں۔ جب تک اس فن میں کامل مہارت نہ ہو معمولی ایاقت کا آدمی صحاح اور غیر صحاح میں امتیاز نہیں کر سکتا۔ (۱) اسی التباس کے باعث کاتب معبود نے غلط فہمی سے یہ لکھ دیا "سنت جماعت کے معتبر ترین تفسیر اتقان صفحہ ۳۱۶ میں موجود ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں کہ زمانہ حضرت رسول اللہ سورہ احزاب تلاوت کیا جاتا تھا دو سو آیت سے مگر عثمان نے ستر پرتین آیتیں باقی رکھ لیں ایک سو ستادیس آیت نکال دالے اور سورہ احزاب میں آیہ جم تھی وہ بھی نکالی گئی" انتہی۔ اتقان سے سورہ احزاب کے متعلق مجتہد جی نے لولہ یقذار کا من گھڑت ترجمہ کر کے اپنی عدم دیانت و ناراستی کا ثبوت دیا۔ اور آیتوں کی تعداد جو اس روایت میں مذکور ہے نہیں اپنی طرف سے وضع کر لیکر حضرت عائشہ کی طرف منسوب کر دیا۔ یہ ہے دیانت! یہ ہے صداقت!! آیہ ترجمہ کا حکم اس روایت میں نہیں (جیسا کہ ملا جی کا زعم ہے) بلکہ اسکی مابعد کی روایت میں حکم رجم سے استشہاد بیکار ہے۔ اسلئے کہ نہ سب اہل سنت کے مطابق وہ حسب ارشاد رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم منوخ التلاوت ہو چکی تھی اور نسخ کے بارہ میں شیعہ بھی مختلف نہیں ادعا و تحریف کو اس سے کیا مناسبت لان جمیع ذلک ما نضحت تلافیہ فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" (فتح الباری صفحہ ۶ جلد ۲۱)۔

(ب) ملا جی کا یہ غلط بیان کہ "جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھے ہیں کہ علی مرتضیٰ ربیع پہلے (یعنی برحق) امام

اہل سنت کا بھی یہی اعتقاد ہے کہ وحی نازل ہوتی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تبون سے فرماتے تھے کہ ان آیات کو کہ ظان سورہ کے ہیں اسی سورہ میں لکھ دو سو کا تب اس آیت کو جہان کی ہوتی تھی وہیں لکھ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ امام احمد اور ترمذی اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے وکان اذا نزل علیہ شیء وعا بعض من کان یکتب فیقول ضعوا ہؤلاء الایات فی سورۃ التی یدکر فیہا کذا وکذا یعنی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کچھ نازل ہوتا تھا تو آپ اپنے بعض کا تب کو بلا کر فرما دیتے کہ ان آیات کو ظان سورہ میں لکھ دو۔ علاوہ اسکے خود اللہ جل شانہ اسکے جمع اور ترقیب کو اپنے ذمہ لیا ہے اِنْ عَلِمْنَا جَمَعَهُ وَقُرْآنَهُ۔

(بقیہ حاشیہ) قرآن کو جمع کر کے حضور میں حضرت رسول اللہ کے گذرانے، انتہی۔ یَلْتَمِ علم۔ تصب ہمیشہ انسان کو جلدائی فریب انگیزی کے ارتکاب پر ولیر کرتا ہے جو لوگ علم عربی سے بہرہ رکھتے ہیں وہ انصاف کریں انکا ادعا باطل۔ سیوطی کے اس قول سے کہان ثابت ہوتا ہے کہ احد من جمع القرآن وشرضہ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (جمع) آیہ تبلیغ میں اِنَّ عَلِیَّامُولِی الْمَوْمِنِیْنَ، داخل آیت تھی کر کے اس پر درمنور سے ایک غیر معتبر روایت پیش کی ہے۔ حالانکہ کتب اسما الرجال کے دیکھنے سے اسکے راہ یون کا ضعف اور انکا غیر اہل سنت ہونا۔ ظاہر ہوتا ہے۔ بعض محدثین مختلف فرق اسلام کے احادیث بلکہ بنی اسرائیل کے قصص و حکایات بھی داخل کتب کر دیتے ہیں۔ اسکی تنقیح و تحقیق کتب اسما الرجال میں کی جاتی ہے۔ ان ضعیف اقوال و روایات کی اصلیت و حقیقت خود سیوطی نے بتا دی ہے لان الاخبار فیہ اخبار آحاد ولا یجوز القطع علی انزال قرآن و نسخہ باخبار آحاد لاجتہاد فیہا۔ سیوطی کے اس قاعدہ کلیہ سے مجتہد صاحب کی تردید ہو جاتی ہے۔ کیا یہ مجتہد صاحب کے لئے شرم کی بات نہیں کہ وہ بلا تحقیق صرف ایک روایت نقل کر دیکر اپنا عندیہ ثابت کرنے کی کوشش کرنا اور انکے دوسرے اقوال سے اغماض اور چشم پوشی کرنی دیا ہے؟ کیا یہ صرف لا تقربوا الصلوۃ کی سی نقل نہیں کہی جاسکتی؟ ۹۷ خوں کے بشیر و بدن رفت و آمد برہ و کہ جان زتن رفت، انوس ہے کہ کا تب معبود اپنی تحریر میں بعد جادۂ صداقت و دیانت سے تجاوز کر گئے ہیں جبکہ تفسیر (نفاق) مذہب کی زینت قرار پایا تو پھر صداقت کی دشوار گزار منزل طعی کرنے کی کون ضرورت! انکا یہ دعویٰ کہ دوسرے مفسرین اہل سنت نے جیسے مخدرازی اپنی تفسیر کیر میں۔ یعنی شرح بخاری میں۔ واحدی تفسیر اسباب النزول میں ان علیا مولی المومنین داخل آیت رہنے کا اعتراف کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کا تب معبود کا یہ ادعا بالکل بے اصل ہنی علی الکذب ہو۔ اپنی عیاری ظاہر نہ ہونیکے لئے بغیر دیکھے بلا لحاظ قواعد بحث صرف کتابون کا نام لے لیا۔ ۱۲

مجتہد صاحب کے تیس غلطیاں

قولہ "حجۃ الاسلام کو اس حجۃ لانے میں نسبت کفار کے طعنہ زنی کی اور ماورسی زبان میں ایک سطر صحت سے لکھنے پر قادیانین رہنے اور جاے سے باہر ہو جانے کی اور علم لغت و صرف و نحو و معنی بیان و اصول و غیرہ پر مہارت نہ رکھنے کی دنیا و مالا انکو اونکے تشانیف عربیہ و فارسیہ

دہند یہ اصول دین و اصول فقہ اور اخلاق اور تفسیر مسمیٰ بسراج منیر وغیرہ سے یہ سب علوم کیسا مترشح اور منفرج ہیں "اقول بیشک حجۃ الاسلام کے دعوے کے ساتھ ہنگوئی ہمدردی ہے۔ کاش دوسرے اہل علم بھی مجتہد صاحب کے علم و فضیلت کا لوہا مانتے! سچہ ہے۔ اپنی لیاقت پر آپ اترنا بالکل ناموزون امر ہے۔" مشک آنت کہ خود بخود نہ کہ عطار گویہ "ایک شاعر کہتا ہے ۛ ہر کس کہ نداند و بداند کہ بداند ۛ درجہل مرکب ابدالہرماند ۛ نواب صاحب ممدوح کی ایک عربی مراسلہ کے متعلق ایک ہندوستانی خطا یہ رای کہتا ہے۔ "جعفر زکلی کی کئیات بھی اسکے روبرو مات ہے" (دیکھو القسط من المستقیم ص ۱۱) تمام حجت کے فاضل مصنف نے یہ لکھا ہے "اس تصور بیان پر حجۃ الاسلام کا لقب ملا دو پیازہ کے اندر دین داخل کرنے کے قابل ہے۔" فاضل سیلاپوری نے "بودے خیالات کا مجموعہ" کہا ہے۔ لیکن ہم ایک مہم سن۔ دھڑلہ کو جھکے علم و فضل کا شہرہ نقشہ کلان و خردین پھیلا ہوا ہے دلخراش سخت اور نامایم جلے کر کے انکے ضیف دل کو مجروح کرنا مناسب سمجھتے ہیں ۛ جراحات السنان لھا التیام ۛ ولا یلتام ۛ ساحر اللسان ۛ صرف انکے چند عربی لغزشات نحوی اور لغوی تحریر کرتے ہیں اگر وہ مناسب سمجھیں آئندہ اصلاح کر لیں۔ انکی عبارت ہندی میں بھی غلطیوں کا لاشاہی سلسلہ ہے لیکن اسپر نقاب اور جرح۔ توضیح اوقات سمجھ کر قلم انداز کیا گیا۔ اگر حجۃ الاسلام صاحب نے جناب مولوی محمد علی خان صاحب سے اصلاح لی ہو تو مناسب ہوتا۔ ہم امید رکھتے ہیں آئندہ وہ اسے استفادہ حاصل کرنے در یغ نہیں کریں گے۔

(۱) مجتہد صاحب لاثانی لکھتے ہیں "وقت مباشرت کنگائی چاہئے کرے۔۔۔ پھر اسکے بعد یہ دعا مرقوم ہو صحیحان من زین الرجال باللی والشاء بالذنب" لفظ ذنب مباشرت متذکیئے بہت ہی عربیہ "ذنب" عورات کی دم کو کہتے ہیں۔ افسوس لغات عربی میں انکایہ پایہ ہے! (یہ دعا انکی پایہ دین ص ۱۱ میں ہے) پھر دعویٰ حجۃ الاسلامی!!

(۲) الا یعلم من خلق یعنی کیا نہیں جانتا ہی جس نے آپ پیدا کیا ہے (پایہ دین ص ۳) افسوس نہوز ضمیمہ غایب اور موصول میں تمیز نہیں۔ صریح غلط ترجمہ ہے۔

(۳) لا تدرکہ الا بصار و هو یدرک الا بصار و هو اللطیف الخبیر۔ یعنی انکسین کو بالکل نہیں دیکھ سکتے ہیں اور وہ لطیف جانوں سے بھی پاکیزہ تر باخبر ہے۔ (پایہ دین ص ۱) لفظ "بالکل" اور "لطیف جانوں" سے "کس لفظ کے معنی ہیں۔" پاکیزہ تر" تو وہ کیا خوب صرفیت ہی صفت مشبہ ہم تفصیل

سمجھنا۔ ایسی غلطی ہے جسکے مرتکب شاید معمولی صرف خوان طلبہ ہی ہوں گے۔

(۴) انی خشیت۔ الی آخر (پایہ دین ص ۱۱) اس آیت کے ترجمہ میں بھی بہت سول غرضاً پائے جاتے ہیں۔

(۵) وعترتی اہل بیتی کا ترجمہ اور نزدیک ترین قرابت میری جواہل بیت میرے ہیں۔ معلوم نہیں

مجتہد صاحب القاب نے مبالغہ کا صیغہ ”نزدیک ترین“ کیوں گھڑ لیا۔ علم صرف کا یہ ابتدائی مسئلہ کیا حلقہ سے دور ہو گیا۔

(۶) حتی تقوم الساعة کے معنی وہاں تک کہ قیامت قائم ہو گئے ہیں (پایہ دین ص ۱۱) حتی کے معنی

وہاں تک کیا ایجاد مجتہد صاحب ہے؟

(۷) لا ترجعون کے معنی نہیں پلٹھیگے“ لکھے ہیں (دیکھو پایہ دین ص ۱۱) افسوس ہے انکو شعور اور ہجو کے صیغہ امتیاز

(۸) جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقاً (پایہ دین ص ۱۱) اس آیت کے ترجمہ میں

زہق اور زہوقا کے معنی غلط لکھے ہیں۔

اب ہم اشعار ۱۲۳ھ کے پرچہ کے چند غلطیاں بطور اختصار برای اصلاح حجت الاسلام درج کرتے ہیں۔

(۹) من شر الکفار (سطر ۱) واو عاطفہ کو حذف کر دیا ہے۔

(۱۰) یا ایہا الرسول۔ الا یہ (سطر ۹) اس آیت کے ترجمہ میں عربی قانوں کے لحاظ سے غلط کی بھرا ہے۔

(۱۱) اذا فأت الشرط فأت الشرط ”جب آگئی شرط گئی شرط“ (سطر ۱۲) فأت کو معنی غلط لکھی گئی نظر ثانی کیجئے۔

(۱۲) بل هو آيات بینات الا یہ (سطر ۲۵) اس آیت میں او تو العلم کے غلط معنی لکھے ہیں۔

(۱۳) فی کتاب مکنون (سطر ۲۵) اسکے معنی میں ایسی غلطی سرزد ہوئی ہے جو طفل مکتب نہ ہوگی۔

(۱۴) ویؤید قول الامۃ آخر تک۔ اسکے ترجمہ میں مسجد غلطیاں کی گئی ہیں۔ غور کریں۔

(۱۵) وما جعلنا الرویالیتی الی آخرہ۔ اسکے ترجمہ میں بعض الفاظ اپنی طرف سے گھڑ لئے ہیں۔

(۱۶) یا علی انت تقاتل الناس اسکے ترجمہ میں مفعول اور مجرور کی تمیز نہیں کی۔ لہذا ترجمہ عجیب قانوں کے غلط ہے۔

اب ہم مجتہد صاحب نقشہ کھان کے اس رسالہ کی غلطیوں کی طرف توجہ کرتے ہیں جسکو الحاشی مقتدا لا طائل منہ موسوم کیا گیا۔

(۱۷) انکنت تدرکہ فذاک مصیبتہ یعنی اگر تو اس مطلب کو پایا پس یہ مصیبت ہے (ص ۳) صیغہ مضارع کے

مجتہد صاحب بالقاب نے ماضی سمجھ کر غلط معنی کیا ہے۔ حالانکہ ابتدائی مرت کی کتاب میزان میں بھی لکھا ہے ماضی پرچہ

اتین انیسو معنی مضارع کی کرتا ہے چون خواہی کہ ماضی مضارع کنی کی از حرف اتین در اول اور آہ و آن چہا

حرف سب الف و تا و یا و نون۔ (دیکھو میزان الحرف) ہم مسرت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے دوسرے

مصرع کے معنی ٹھیک کے ہیں جو قابل تعریف امر ہے جس پر ہم انکو مبارک دیتے ہیں

(۱۸) ان لم تفعل فبالغت سالتہ (صفحہ ۴) اس آیت کی تشریح غیر مربوط اور اسکا ایک حصہ بالکل من گھڑت ہے۔

(۱۹) کان ولم یکن اسکا بھی وہی سابق کا حال ہے۔

(۲۰) کنازی تا آخر (صفحہ ۵) اس عربی عبارت کے نقل کرنے میں انوس ہو کر بالکل جادوہ دیانت ہو تجا وز کیا گیا ہے۔ صحیح مسلم کوئی نایاب کتاب نہیں متعدد شہروں میں شائع ہو چکی ہے۔ بہلا اسمین تدلیس کرے تو کیونکر پر وہ نہضائیں انکی کارسازیاں چھپی رہ سکتی ہیں۔ نہان کی ماندان راز کو سازندہ محفلہا امید کہ آئندہ ایسی توفیق اور دست اندازی سے توبہ النصوح کر لینگے۔

(۲۱) علی ہذا القیاس عبارت بالا کے ترجمہ میں بھی ناجائز کثرت پائے جاتے ہیں۔

(۲۲) خلاف الواحد خلاف لا کثر یعنی اگر ایک ہی خلاف کیا اکثر خلاف کئے دیا ہو گے۔ (صفحہ ۶) انکی ایسی محکمہ خیر طفلانہ غلطیوں پر بالکل حیرت ہوتی ہے کہ ایسا ناموزن فعل جسکو حجۃ الاسلامی کا بھی علم ہے ہنوز مصدر اور ماضی میں مضاف اور مضاف الیہ میں شرط اور جزا میں مطلق امتیاز نہیں برین عقل و دانش بیاہر گسیت، ماشاء اللہ عربی کا ابتدائی قواعد میں تو انکا یہ پایہ ہے۔ خدا جانے قرآن حدیث تفسیر فقہ میں علم معانی بیان فصاحت بلاغت حکمت منطق میں جو عربی علوم کو اعلیٰ مارج میں انکی بے نظیر قیادت کے (جسکے آپ خود مراح ہیں) جو ہر کیسے چمکنے اور مترشح اور منفجر ہونگے۔

(۲۳) ان شوالہ اب الی آخرہ (صفحہ ۷) اس آیت کو ترجمہ میں مضاف مضاف الیہ کو جار مجرور سمجھ کر غلط معنی کئے ہیں اور لفظ "بترکل" یہ لفظ اپنی طرف سے قرآن کو معنی میں بڑھایا ہو حالانکہ شرکے معنی مدی یقیض خیر ہو (دیکھو صراح ۱۳۱) عربی معمولی فقرہ میں بھی ٹھیک امتیاز نہیں۔

(۲۴) لا یخذ المؤمنون الکافرین الی آخرہ (صفحہ ۸) اسکو ترجمہ میں قطع برید اور غلط اکثریت سے بھری کاش فاضل سیلابی قاضی ہو جاتا ہے۔

بریدین ان یطفئوا نور اللہ الی آخرہ اس آیت کا ترجمہ بھی بالکل غلط ہے۔

الخارج القرآن علی علیہ افضل الصلوٰۃ الخ (۱۲ و ۱۳) اس بار کو ترجمہ میں صرف چند غلطیاں ہیں جو قابل غماض ہیں۔

افا الی آخرہ (صفحہ ۹) اسکا ترجمہ غلط ہے فات کو معنی کیا بالکل غلط ہے انوس مولیٰ نقابہی حافظہ ستر گئے۔

(۲۵) الی السواء الی آخرہ (صفحہ ۱۰) اس کے ترجمہ میں بھی بعض غلط پائے جاتے ہیں۔

(۲۶) عند المالك (صفحہ ۱۱) مالک پر عربی میں آل کا استعمال غلط قانون ہے۔ (۲۷) لا یشرب علیکم الخ اس کو ترجمہ میں اس سے ہضم کر دئے ہیں۔ کلام اللہ میں یہ عبارت! عیاذ اللہ (باقی آئندہ) کتبہ فقیر شاہ قاور حسین قاور می